إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَبْصَارِ

بیشک اس میں صاحبان بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں

تالیف شریف و تصنیف لطیف و مکتوب عجیب و کتاب

غریب رسالہ ہدایت نصاب و منیع الجناب

السِّرُّ الْمَخْتُوْم

فی تحقیق

عَقْدِ اُمِّ کُلْثُوْم

مولفہ واقف اسرار نابغہ عالم رموز حدیثیہ

مصنف کتب عدیدہ جامع اوصاف حمیدہ جناب فضائل مآب الفقیہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب محمدی نعیمی حنفی چشتی بدایونی

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی آشنائے نامِ خود گرداں زبانم را | زبسم اللہ زینت بخش دیوانِ بیانم را
الٰہی خاتمِ مہرِ سلیماں ساز نامم را | زفیضِ اسمِ اعظم بخش تاثیرے کلامم را
الٰہی پرتوِ نورِ یقین دہ شمعِ جانم را | بشو از حرفِ باطل یک قلم لوحِ زبانم را

خدایا تو بے شک حی و قیوم احد و صمد ہے۔ تو لم یلد ولم یولد ہے نہ تیرا کوئی مشیر و وزیر ہے۔ نہ تیرا کوئی ہمسر و نظیر ہے۔ تو یکتا لاشریک ہے۔ تو مجسم نہیں کہ جوہر کہلائے۔ تو عرض نہیں کہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج و دست نگر سمجھا جائے۔ تو کسی مکان و جہت میں نہیں کہ محدود قرار پائے۔ تو حلول و اتحاد سے مبرا ہے۔ تو نقص و عیب و تغیر سے منزہ ہے۔ تو قادر مطلق علیم کل معلومات ہے۔ تو دانندۂ اسرار و خفیات ہے۔ تو لم یزل و لایزال ہے۔ تو خلاق کل عالم ہے۔

تو نے سب سے پہلے عالم کی علت غائی کو خلق فرمایا۔ خلعت نبویہ خاتمیہ اس کے جسم نوری میں پہنایا۔ تاج رسالت و شفاعت اس کے سر اقدس پر رکھا۔ مہر نبوت اس کی پشت پر لگائی۔ جملہ کمالات نفسانیہ سے اسے متصف۔ جمیع صفات روحانیہ سے اسے موصوف بنایا۔

نظم

تعالیٰ شانہ از ہرچہ در ارض و سما بینم — وجود جملہ از جود شہود مصطفیٰ بینم
ز مشکوٰۃ کمالش پرتو نور ہدیٰ بینم — ز مرآۃ جمالش جلوۂ ذات خدا بینم
حجاب صورتش از شرح معنی باز میدارد — نہ احمد را احد گویم نہ او را زاں جدا بینم
جمال معنیٰ آمد در لباس صورتش ظاہر — کہ جبہش مطلع خورشید نور کبریا بینم

وہ عالم امکان کا شخص اول۔ قدرت باری کا مظہر اتم و اکمل کل مخلوقات الٰہیہ سے اشرف و افضل۔ بحر ذخار معرفت پروردگار میں غوطہ زن۔ ہزاروں ہزار برس حجابہائے قدس و ملکوت میں تسبیح کناں اور سربسجدہ رہا۔ آخر قدرت نے اُس نور محمدی سے مخلوقات روحانیہ قدسیہ کو خلق کرکے پیشانی آدم صفی اللہ میں اس نور عالم افروز کو ودیعت فرمایا۔ پھر اصلاب طاہرہ سے ارحام پاکیزہ کی طرف منتقل ہوتا ہوا موجودات عالم کا نظارہ کناں وہ نور ایزدی صلب اقدس عبداللہ میں جلوہ گر ہوا۔ پھر قدرت نے اس آفتاب رسالت کو ربیع کے موسم بہار میں برج حمل آمنہ زکیہ سے طالع کرکے ساری دنیا کو اُس کی ضیا سے منور فرمایا۔ خدا کا درود اُن جناب پر اور اُن کی آل اطہار پر نازل ہو۔

مولای صل وسلم دائما ابدًا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

اے عاشقان مفتوں صلوا علی محمدؐ — با دیدہ ہائے گلگوں صلوا علیٰ محمدؐ

مبارک ختمِ رسل کبریا تشریف لائے ہیں — جہاں میں سرگروہِ انبیا تشریف لائے ہیں
بشارت دی تھی جنکی حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے — مبارک ہو وہ محبوبِ خدا تشریف لائے ہیں
بٹھاؤں اپنے دل میں یا جگہ دوں اپنی آنکھوں میں — مرے آقا محمد مصطفےٰ تشریف لائے ہیں
معطر ہے زمین و آسماں عنبر کی خوشبو سے — وہ بکھرائے ہوئے زلفِ رسا تشریف لائے ہیں
گنہگارو اٹھو خوشیاں مناؤ بخت جاگا ہے — جہاں میں شافعِ روزِ جزا تشریف لائے ہیں

اشعار حالی مرحوم

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
غلاموں کا والی یتیموں کا مولا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوا
خطا کار سے درگزر کرنے والا — بداندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا — مصیبت میں سینہ سپر کرنیوالا
بتاؤں تمہیں اس کا اسم محمد
محمد محمد محمد محمد
محمد

الصلوٰة والسلام عليك يا ايها النبى والصلوٰة والسلام عليك يا ايها الرسول يا رحمة للعالمين صلوات الله عليك وعلىٰ الك يا شفيع المذنبين ۔

امابعد بندۂ خاکسار محمد انشاء اللہ ابن قاضی محمد عطاء اللہ صدیقی

محمدی حمیدی ساکن بدایون محلہ قاضی کوچہ قاضی ارباب ملت و اصحاب بصیرت کی خدمات عالیات میں عرض کرتا ہے کہ میرے ہموطن خوب واقف ہیں کہ میں آبائی سُنی المذہب ہوں لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے نور اسلام سے میرے دل کو منور فرمایا اور تاریکی تعصب اور ظلمت جہالت سے اُسے بچایا ہے میں شکر گذار ہوں کہ خدا نے میرے دل میں کتب بینی اور توسعۂ معلومات اور تحقیق حقائق کا شوق پیدا کر کے اچھے راستہ پر مجھے چلایا ہے۔

کتب احادیث و تفاسیر و تواریخ و سیر کے مطالعہ سے عجیب و غریب راز ہائے سربستہ مجھ پر کھل گئے۔ عرصۂ دراز سے میرے دل میں یہ خلجان تھا کہ عرب کے مشہور و سربرآوردہ خاندان بنی ہاشم کا دستور یہ تھا کہ اس خانوادہ سیادت اور دودمان شرافت و نجابت کی لڑکیاں کسی غیر کفو کے ساتھ منسوب نہ ہوتی تھیں اگر بعض رسوم جاہلیت کی بیخ کنی مقصود نہ ہوتی تو زینب بنت جحش کا عقد زید بن حارثہ کے ساتھ ہرگز نہ ہوتا۔ پھر بھی آخر طلاق ہوئی۔ اور زینب زوجیت حضور سید عالم میں آئیں۔ غرض میں فکر میں غلطان اور پیچان رہا کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا و جناب امیرؑ کا عقد حضرت عمر فاروق کے ساتھ کیسے بتایا جاتا ہے درآنحالیکہ آپ کا نسبی تعلق خاندان بنی ہاشم سے بالکل نہ تھا۔

الحاصل میں نے عقد مذکور کی تفتیش شروع کر دی۔ اور کتب معتبرہ اہل سنت کا مطالعہ کر کے اصل حقیقت معلوم کر لی۔ اور یہ مختصر رسالہ مرتب کیا۔ اس رسالہ کا نام السر المختوم فی تحقیق عقد کلثوم تجویز کیا گیا ہے اس رسالہ کی اشاعت سے قربۃً الی اللہ محض احقاق حق مطلوب ہے۔

کسی سے مناظرہ اور مباحثہ مدنظر نہیں ہے۔ ناظرین سے امیدوار ہوں۔ کہ اس رسالہ کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں۔ اگر خدانخواستہ میں غلطی پر ہوں۔ تو دلائل قاطعہ مسکتہ سے میری غلطی مجھے سمجھائی جائے۔ صرف زبان طعن نہ کھولی جائے اور دعوے بے دلیل نہ کیا جائے۔ ما توفیقی الا باللہ۔

اس رسالہ کی ماخذ کتابیں

بخاری شریف[1]۔ مسلم شریف[2]۔ ذخائر العقبی[3] ازالۃ الغین[4]۔ صواعق محرقہ[5]۔ اسماء رجال[6] مشکوٰۃ۔ خلاصۃ الاخبار۔ ترجمہ حرز البیان۔ تفسیر کبیر[9]۔ تاریخ خمیس[10]۔ الاصابہ[11] فی معرفۃ الصحابہ۔ تاریخ الخلفاء[12]۔ موطائے امام مالک[13]۔ کامل ابن اثیر[14]۔ تاریخ طبری[15] ازالۃ الخفا[16]۔ سرور المحزون[17]۔ اسد الغابہ[18]۔ سنن دارقطنی[19]۔ سنن ابن ماجہ[20]۔ فوائد مجموعہ[21] السیرۃ الحلبیہ[22]۔ تفسیر در منثور[23]۔ نہج البلاغہ[24]۔

چونکہ یہ رسالہ مختصر لکھنا مقصود ہے۔ اس لئے اکثر و بیشتر نقل عبارات سے کنارہ کشی اختیار کر کے صرف حوالوں پر اکتفا کی گئی ہے جس کسی کو شک ہو وہ ہمارے پیش کردہ حوالوں کی تطبیق کر لے۔

ہم تبرکاً حضور ختمی منزلت کی مختصر سوانح عمری درج کر کے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرینگے۔

حضور سید عالم کی مختصر سوانح عمری

جب آپ شکم مادر میں تھے تو حسب مشیت ایزدی آپ کے والد ماجد نے وفات پائی۔ چار ماہ کے نہ ہونے پائے کہ پہلوئے مادر چھوٹا۔ حلیمہ سعدیہ سے آپ کی رضاعت و حضانت متعلق ہوئی۔ سن رضاعت ختم ہونے کے بعد شفیق و

دادا نے اپنے درِ یتیم کو اپنے صدف دل میں لیا۔ اپنی جان سے زیادہ اپنے نورِ چشم نورِ الٰہی کی صیانت و حفاظت میں سعی بلیغ فرمائی۔ جب آٹھواں سال قریب ختم پہنچا تو مہربان دادا نے سفرِ آخرت کے لیے مہیا ہو کر امانت خدا اپنے فرزند ارجمند ابوطالب کو سونپی۔ امانت دار چچا نے رسالت و نبوت کی حراست میں کوئی پہلو فروگذاشت نہیں کیا۔ مہربان چچی فاطمہ بنت اسد اپنی اولاد پر ہمیشہ آپ کو ترجیح دیتی تھیں۔ ابوطالب کا دستور تھا کہ اول شب جس جگہ نورِ خدا کو لٹاتے تھے تو نصف شب تک پہرہ دیتے تھے پھر آنجناب کو اٹھا کر اپنے کسی فرزند کی جگہ اور فرزند کو آپ کی جگہ سلا دیتے تھے تاکہ اگر کسی دشمن کا حملہ ہو تو بیٹا فدیہ قرار پائے۔ مگر حامل نبوت و رسالت بھتیجا محفوظ رہے۔ خدا خدا کر کے ابوطالب کا شجرِ محنت و مشقت بارآور ہوا کہ حضور سید عالم جوان ہو گئے۔ آپ کی صداقت و امانت شجاعت و عفت و پرہیزگاری۔ زہد و تقوےٰ کا شہرہ اطرافِ عالم میں پھیلنے لگا۔ مشرکین عرب آپ کو امین و صادق کے لقب سے پکارنے لگے۔

آپ کی عروسی و خانہ آبادی

جب آپ کو پچیسواں برس شروع ہو گیا تو غمگسار فدائی چچا کو آپ کی خانہ آبادی کی فکر ہوئی۔ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد آپ کے خاندان کی ایک فرد ممتاز دولتمند معظمہ تھیں۔ آپ کی عفت و سخاوت فہم و ذکا جلالت شان شہرۂ آفاق تھی۔ ایسی جامع صفات حمیدہ خاتونِ معظمہ سے بسعی حضرت ابوطالب آنجناب کا عقد ہو گیا۔

آنحضرتؐ کی اولاد امجاد

بطن مقدس خدیجۃ الکبریٰ سے دو فرزند قاسم وطاہر پیدا ہوئے۔ اور بنابر مشہور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ فاطمہ زہراؑ۔ تینوں اول الذکر بیٹیاں قبل بعثت اور سیدہ کی زمانۂ اسلام میں ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ شرف صرف جناب خاتون جنت کو حاصل ہوا۔

زینب کا نکاح

زمانہ جاہلیت میں ابو العاص نصرانی کے ساتھ ہوا تھا یہ شخص جنگ بدر میں آنحضرت سے لڑنے کے لئے آیا تھا۔ اہل اسلام نے اس کو زندہ گرفتار کرلیا۔ زینب نے فدیہ دیکر اپنے شوہر کو رہائی دلوائی۔ پھر یہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ان کے ایک لڑکی بطن زینب سے پیدا ہوئی تھی۔ امامہ اس کا نام تھا۔ جناب سیدہ کی وصیت کے مطابق جناب امیرؑ نے امامہ سے عقد کیا تھا۔

رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح جاہلیت میں

ابو لہب کے دو بیٹوں کے ساتھ ہوا تھا۔ ابو لہب گو آنحضرت کا چچا تھا۔ مگر اس کافر شقی کو آنجناب سے بیحد عداوت تھی۔ یہ بدبخت آنجناب کو بڑی سے بڑی اذیت دینے میں بالکل عار نہ کرتا تھا۔ اس قسی القلب سنگدل کو حمیت قرابت بھی ملحوظ نہ تھی۔ اس کی زوجہ ام جمیل بھی آنحضرت کو ایذائیں دیتی تھی۔ سورۂ تبت انہی دونوں کی مذمت میں نازل ہوئی تھی۔ انہی دونوں کے اغوا سے ان کے بیٹوں نے ام کلثوم اور رقیہ کو طلاق دی تھی۔ ام کلثوم کا عقد ثانی جناب عثمانؓ کے ساتھ ہوا۔ مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ

ے یہ حضرتؐ کی ابیبہ بطن ہالہ بنت خویلد سے تھیں۔ مدیر

ام کلثوم نے وفات پائی۔ پھر رقیہ کا نکاح ثانی حضرت عثمان سے ہوا اسی سبب سے جناب عثمان کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ بطن رقیہ سے تین بیٹے حضرت عثمان کے پیدا ہوئے۔ مگر کسی کی عمر چھ برس سے زیادہ نہ ہوئی۔

حضرت فاطمہ زہراؑ

حضور سید عالم کی عظیم المرتبت بیٹی تھیں۔ آپ کی مدح اور منقبت میں آنحضرت نے اتنی کثرت سے حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں کہ جن سے صحاح ستہ اور مسانید و سنن اور کتب تواریخ مالا مال ہیں۔ اکثر فرماتے تھے۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی الخ۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ایذا پہنچائی تو اس نے مجھے ایذا دی کبھی فرمایا۔ ان اللہ یغضب بغضب فاطمہ ویرضی برضاھا۔ یعنے بے شک خدا غضبناک ہوتا ہے فاطمہ کے غضبناک ہونے سے اور وہ راضی ہوتا ہے فاطمہ کے راضی ہونے سے۔ جب فاطمہ اپنے والد ماجد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ سیدہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ تفسیر در منثور وغیرہ میں ہے کہ آیہ تطہیر نازل ہونے کے بعد جب نماز صبح کے لئے رسول اللہ اپنے حجرۂ طیبہ سے برآمد ہوتے تھے۔ تو خانۂ سیدہ کے دروازے پر ایستادہ ہو کر فرماتے تھے۔

السلام علیکم اھل البیت رحمکم اللہ الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

بنا بر مشہور آنحضرت کی تین بیٹیاں اور بھی ہوئیں مگر کسی کی مدح رسول اللہ نے نہیں فرمائی۔ امامہ آپ کی نواسی موجود تھی۔ تین نواسے بطن رقیہ سے پیدا

ہوئے۔ مگر عند الرسول جو منزلت حسنین کی تھی وہ کسی نواسے نواسی کو نہیں ملی۔ نہ کسی کی مدح میں آنجناب نے کچھ فرمایا تھا۔ مگر دونوں سرداران شباب اہل الجنۃ کے فضائل و مناقب میں آنحضرت نے اتنی کثرت سے حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں۔ کہ علمائے اسلام نے بڑی بڑی کتابیں ان دونو شہزادوں کے حالات میں تالیف فرمائی ہیں۔ جن سے ان دونوں اماموں کی جلالت شان اور عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جناب سیدہ کی شادی اور ذریت

جبکہ حضرت خاتون جنت کا سن نو سال کا ہو گیا۔ تو مدینہ پہنچکر حضور ختمی مآب نے اپنی پارۂ جگر کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کر دی۔ جناب سیدہ کی حیات میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ دوسری عورت کو حرام سمجھتے رہے جناب سیدہ کے بطن مطہر سے باتفاق روایات دو فرزند پیدا ہوئے کہ ۳ھ میں امام حسنؑ اور ۴ھ میں امام حسین کی ولادت ہوئی اور بنا بر مشہور دو لڑکیاں عالم ظہور میں آئیں۔ جناب زینب کا آپ کے شکم مبارک سے پیدا ہونا بکثرت حدیثوں میں مذکور ہے یہانتک کہ زینب کا دختر جناب سیدہ ہونا حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ آپ کی ولادت بقولے ۹ھ میں ہوئی تھی۔ اس معظمہ کا اپنے بھائی امام حسین کے ہمراہ کربلا میں موجود ہونا اور آپ کے دو جوان بیٹوں عون و محمد کا نصرت امام میں داد شجاعت دیکر شہید ہونا متواتر ہے۔ یہ افواہ ہمارے نزدیک غلط ہے کہ یہ دونوں بچے تھے۔ بلکہ بڑے کی عمر اٹھائیس برس کی اور چھوٹے کی عمر پچیس سال کی تھی۔ عون و محمد کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔ جن کا درج

کرنا فضول ہے۔

ام کلثوم بنت سیدہ

مورخین اسلام کے نزدیک مشہور یہ ہے۔ کہ آپ بھی جناب سیدہ کے بطن سے تھیں۔

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک لڑکی بطن سیدہ سے اس وقت متولد ہوئی تھی کہ حضرت علی مدینہ میں اور رسول اللہ سفر میں تھے اسلامی تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جنگ تبوک کے سوا اور کوئی موقع ایسا پیش نہیں آیا۔ کہ حضرت علی رسول اللہ کے ساتھ نہ گئے ہوں۔ چونکہ غزوہ تبوک کے لیے رسول اللہ ماہ رمضان ۹ھ میں تشریف لے گئے تھے پس ممکن ہے کہ جو بچی رسول اللہ کی غیبت میں پیدا ہوئی تھی وہ یہی ام کلثوم ہوں۔ لہذا ام کلثوم کی ولادت ۹ھ میں مفروض ہوگی۔ سنہ ۹

اس میں شک نہیں کہ معرکہ کربلا میں حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی چند بیٹیاں ہمراہی امام حسین موجود تھیں جن میں سے ایک معظمہ کا نام ام کلثوم تھا۔ پس ام کلثوم کا بنت حضرت علی ہونا محل کلام نہیں ہے تاہم کتب احادیث کی ورق گردانی پر جس طرح جناب حسنین اور زینب کا سن ولادت ہم کو مل گیا ام کلثوم کا سن ولادت نہیں ملا۔ ہاں مشہور یہ ہے کہ آپ بھی جناب سیدہ کی بیٹی تھیں۔ غرض ہم بھی اس رسالہ میں مشہور کی بنا پر کلام کریں گے جس طرح ہم نے رسول اللہ کی چار بیٹیاں شہرت کی بنا پر لکھی ہیں ورنہ اگر روایات پر بنا رکھی جاتی تو اختلاف شدید کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہوتے کہ محقق اور یقینی بات صرف یہی ہے کہ حضور ختمی منزلت

کی بیٹی بطن جناب خدیجۃ الکبریٰ سے فقط حضرت فاطمہ زہرا متولد ہوئی تھیں بس۔

رسول اللہ کا نظام نامہ

امت دعوت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان بھی مسلمان ہو گئے پھر تو یہ سلسلہ چلنے لگا پس بعثت سے تیرہ برس تک آپ مکہ وغیرہ میں تبلیغ اسلام فرماتے رہے۔ پھر مشیت الٰہی کا تقاضا یہ ہوا کہ آپ زمین یثرب کو آباد کریں اور ارض طیبہ کو حرم بنائیں پس آپ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ یہاں دس برس آپ نے احکام الٰہی کی رسالت فرمائی کفار و مشرکین وغیرہ آپ سے برسرپیکار ہوئے۔ آپ نے ہر مرتبہ غالبانہ دفاع سے کام لیا بنا۱۰ھ میں آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے۔ احکام شریعت کی تکمیل ہو گئی پس آپ نے اپنی امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک نظام نامہ بنایا اور اپنی وفات حسرت آیات کی خبر دیکر اپنی امت یعنی صحابہ کرام سے فرمایا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔	میں چھوڑ نیوالا ہوں تم میں دو گرانقدر چیزیں یعنی کتاب اللہ اور اپنی عترت اہلبیت جبتک تم لوگ ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں الگ نہ ہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں

حدیث مذکور بطرق کثیرہ منقول ہے۔ متواتر المعنے ہے غرض اہل اسلام کیلئے

رسول کا بنایا ہوا دستور العمل یہ ہے۔ لہذا ہر مسلم کا فریضہ ہے کہ وہ قرآن مجید اور عترت النبی سے تمسک رکھے۔ ورنہ اگر خدانخواستہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا بھی دامن چھوٹ گیا تو پھر گمراہی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ انہی دونوں سے تمسک کا نام اسلام ہے۔ اور ان ہی دونوں سے تمسک ذریعۂ نجات آخرت ہے پس جو چیز ان دونوں کے مطابق ہو وہ صحیح ہے۔ ورنہ اس سے اجتناب لازم ہے۔

اس تمہید مفید کے بعد ہم جناب عمر بن الخطاب کی زوجات کا مختصر حال لکھتے ہیں۔ پھر عقد ام کلثوم بنت علی کی مکمل تحقیق ہدیۂ ناظرین کرینگے۔

زوجات حضرت عمر کے مختصر حالات

آپ کی چار ازواج تھیں ہر ایک کا مشہور نام ام کلثوم تھا۔ ان چاروں کا باوقات مختلفہ آپ کے نکاح میں آنا اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ ان چار کے علاوہ دو ام کلثوم اور گزری ہیں۔ جن سے آپ کے عقد کا ہونا بتایا جاتا ہے۔ اُن کا تذکرہ بعد میں آئے گا۔

ام کلثوم بنت جرول کا حال

(۱) کامل ابن اثیر۔ اصابہ۔ تاریخ طبری۔ تفسیر کبیر۔ ازالۃ الخفا رجال مشکوٰۃ میں ہے کہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی حضرت عمر کی زوجہ اولی تھیں جن سے ایام جاہلیت میں آپ نے شادی کی تھی۔ عبد اللہ بن عمر انہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ بخاری شریف میں بھی یہی مضمون درج ہے۔ کامل ابن اثیر میں اتنا اضافہ اور ہے کہ زید الاصغر بھی انہی کے شکم سے متولد ہوئے تھے در زید کے ساتھ اصغر کی قید پتہ دیتی ہے

کہ ان سے پہلے اسی بطن سے زید اکبر عالم وجود میں آئے ہونگے۔ واللہ اعلم۔

(۲) ## ام کلثوم بنت عقبہ کا حال

یہ ام کلثوم حضرت عمر کی زوجہ اور عقبہ ابن معیط کی بیٹی تھیں۔ تفسیر کبیر اور صحیح بخاری میں بذیل آیہ ولا تمسکوا بعصم الکوافر زہری سے روایت ہے کہ یہ ام کلثوم اٹھتی جوانی میں اپنے شوہر عمرو عاص سے جدا ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ ان کے ساتھ ان کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید بھی دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ پس ام کلثوم کے بعض اقربا خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض رسا ہوئے کہ شرائط صلحنامہ حدیبیہ کے مطابق ہمارے مفرورین ہمیں واپس دیجئے۔ آنحضرت نے عمارہ اور ولید کو ان کے حوالہ کر دیا مگر جب ام کلثوم کی استردادی کا قصہ پیش آیا تو آنحضرت نے فرمایا۔ صلحنامہ کی شرطوں کا تعلق صرف مردوں سے ہے لہٰذا ام کلثوم کی واپسی کا سوال بیجا ہے۔

بروایت ضحاک آنحضرت نے جواب دیا تھا کہ ہم سے شرط یہ ہوئی تھی کہ اگر کوئی عورت بحالت کفر ہمارے پاس آئیگی تو ہم اُسے واپس دینگے۔ اور اگر وہ مسلمان ہو کر آئیگی۔ اور وہ شوہر دار بھی ہوگی تو اس کے شوہر نے جو کچھ اُس پر صرف کیا ہوگا وہ ہم دیدینگے۔ بنابریں حضرت نے ام کلثوم کا بحلف بیان لیکر اس کی بتائی ہوئی رقم اس کے اقربا کو عطا فرمائی۔ پھر جناب عمر فاروق نے ام کلثوم سے عقد کر لیا۔

(۳) ## ام کلثوم بنت عاصم کا حال

ان کا اصلی نام جمیلہ بنت عاصم تھا۔ ان کے بطن سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے۔

تاریخ خمیس میں ہے۔ مادر عاصم بن عمر کا لقب بھی ام کلثوم تھا۔

ام کلثوم بنت راہب

امام ماجہ اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ ام کلثوم دو تھیں۔ ایک ام کلثوم بنت راہب جن کا عقد حضرت عمر فاروق سے دوم ام کلثوم بنت علی جن کا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا تھا۔

ناظرین یہ چاروں ام کلثوم حضرت فاروق کی شرف زوجیت سے سرفراز ہوئیں۔ راقم الحروف کو ان کی نسبت نہ اختلاف ہے اور نہ بحث و تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور نہ کلمات مورخین ان کے بارے میں مضطرب ہیں لیکن ہماری غرض صرف اتنی ہے کہ بقیہ دو ام کلثوموں کے متعلق تفتیش کریں اور دیکھیں کہ آیا ام کلثوم بنت صدیق اور ام کلثوم بنت مولا علی زوجیت جناب فاروق میں آئی تھیں یا نہیں پس جو کچھ ہم کو حدیث و تاریخ کی کتابیں دیکھنے سے معلوم اور محقق ہوا ہے وہ ہم درج رسالہ ہذا کرتے ہیں۔

ام کلثوم بنت جناب صدیق کا حال

ان کی والدہ نصرانیہ تھیں۔ حبیبہ بنت خارجہ ان کا نام تھا حضرت صدیق کی وفات ماہ جمادی الثانیہ ۱۳ھ میں ہوئی۔ اسی تاریخ سے جناب فاروق کی خلافت حسب استخلاف خلیفہ اول شروع ہوئی۔ اس زمانہ میں ام کلثوم بطن مادر میں تھیں جو بعد وفات صدیق ۱۳ھ کے آخر تک کسی مہینہ میں پیدا ہوئی ہونگی۔ اتنا تو روایات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکی حالت حمل میں تھی کہ جناب صدیق کی رحلت ہوئی اور یہ بھی اخبار میں تصریح موجود ہے کہ یہ لڑکی اپنے والد ماجد کی وفات کے

بعد متولد ہوئی تھی۔ مگر ماہ ولادت کا پتہ نہیں ملا۔ اسی لئے ہم نے بھی ایک گول بات لکھی ہے۔

جناب عمر فاروق کی وفات ۲۳ھ بروایتے ۲۴ھ میں ہوئی تھی بنابریں ام کلثوم بنت صدیق کی انتہائی عمر حضرت فاروق کی آخری حیات تک صرف دس سال کی ثابت ہو سکتی ہے۔ پس اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ جناب فاروق نے جبکہ وہ ابتدائے خلافت میں تقریباً باون برس کے تھے۔ اتنی کمسن بچی سے کسی مصلحت کی بنا پر قصد نکاح کیا ہوگا۔ ممکن ہے کہ آپ کو عمل رسول اللہ کی اقتدا مقصود ہو کہ آنحضرت نے جناب عائشہ سے جبکہ وہ چھ برس کی تھیں۔ عقد کیا تھا اور نویں برس کے خاتمہ پر مدینہ میں رخصتی عمل میں آئی تھی لیکن بنت صدیق سے جناب عمر کا نکاح ثابت نہیں ہے۔ اب ہم اپنے دعوے پر اسناد صحیحہ پیش کرتے ہیں۔

ام کلثوم بنت صدیق سے حضرت عمر کے نکاح کی جستجو

اصابہ ص ۲۴۳۔ تاریخ الخلفا ص ۸۰۔ اسماء رجال المشکوٰۃ۔ صحیح مسلم۔ موطائے امام مالک۔ کامل ابن اثیر میں ہے کہ عبدالرحمن بن ابوبکر کی بہن جناب عائشہ۔ اور عبداللہ ابن ابوبکر کی بہن کا نام اسماء تھا (یہ معظمہ جناب عائشہ سے سن میں دس سال بڑی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر انہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) ام کلثوم سب سے چھوٹی تھیں۔ اصابہ میں ہے کہ ام کلثوم کی والدہ نصرانیہ تھیں۔ حبیبہ بنت خارجہ ان کا نام تھا۔ کامل ابن اثیر میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ام کلثوم سے نکاح کا قصد کر کے جناب ام المومنین عائشہ

کے پاس پیام بھیجا تھا۔ پس ام کلثوم نے اپنی بہن سے عرض کیا تھا کہ یہ شخص دروازہ خیر اپنی ازواج پر بند رکھتا ہے گھر میں تیوری چڑھائے داخل ہوتا ہے۔ لہذا میں ایسے شخص سے نکاح نہ کرونگی۔

رجال مشکوٰۃ میں محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ حضرت صدیق نے جناب عائشہ سے فرمایا تھا۔ مجھے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ کے بطن سے لڑکی پیدا ہوگی۔ لہذا میں اس کے بارے میں تم کو نیک وصیت کرتا ہوں۔ غرض وفات صدیق کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے ام کلثوم اس کا نام رکھا۔ جناب فاروق نے (نہ معلوم کس سنہ میں) اس لڑکی کے متعلق حضرت صدیقہ کو اپنا پیام دیا۔ پس ام کلثوم نے انکاری لہجہ میں عرض کیا۔ باجی کیا آپ میرا نکاح عمر سے کرینگی۔ حالانکہ آپ اُن کی شدت اور خشونت مزاج سے بخوبی واقف ہیں۔ واللہ اگر آپ نے میرا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ تو قبر رسول پر جا کر فریاد کر دوں گی۔ سُن لیجئے میں ایسے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہوں جس کی بدولت مجھے دنیاوی تمتع حاصل ہو۔ یہ جواب سُنکر ام المومنین نے عمرو عاص کو بلا کر سارا قصہ سنایا۔ وہ بولے ہم آپ کی کفالت کرینگے۔ پس عمرو عاص نے حضرت عمر کو قصد مذکورہ سے باز رکھا۔ اس واقعہ کے متعلق اور بھی روایات موجود ہیں جن کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ الغرض یہ مضمون تسلی دینے والا کسی روایت میں نہیں ہے۔ کہ ام کلثوم بنت صدیق کا نکاح حضرت عمر سے ہو گیا تھا۔

ام کلثوم بنت علیؑ

درین دریائے بے پایاں درین طوفانِ موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

اس بحرِ مواج و متلاطم سے صحیح و سالم پار اترنا معمولی کام نہیں ہے۔ مگر ہم نے اللہ کا نام لے کر اس سمندر میں قدم ڈالا ہے۔ پس وہی ہم کو غرق سے بچا کر پار اُتارے گا۔

درحقیقت ام کلثوم بنت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت عمر فاروق سے منعقد ہونا ایسا پیچ در پیچ مسئلہ ہے جس کا سلجھنا سخت دشوار نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس لئے کہ اس معاملہ کے متعلق جتنی روایات کتب احادیث و تواریخ و سیر میں درج ملتی ہیں ان میں اس درجہ اختلاف و اضطراب اور تضاد و تہافت ہے کہ جن میں جمع و توافق ناممکن ہے بعض روایات ایسی حیا سوز و غیرت کش ہیں جن کے تصور سے غیرت دار با حمیت انسان کو شرم آتی ہے۔ اور نہایت صدمہ ہوتا ہے کہ اکابر ملت اور بزرگان اسلام کے متعلق ایسی بیہودہ روایات کتب اسلامیہ میں درج نظر آتی ہیں۔ کونسی زبان پاکیزہ تھی جس سے یہ خرافات نکلی کونسا قلم حقیقت رقم تھا جس نے ایسی بیہودہ گوا ذب سے چہرہ قرطاس پر کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے۔ کونسا دل مسلم تھا۔ جس نے ان مزخرفات کو ابتداً نقل کیا تھا کہ آج ان کے تصور سے ہماری روح ایمان مثل طائر مقید قفس عنصری میں پھڑپھڑا کے رہ جاتی ہے۔ ہم ہرگز ایسی روایات کو اپنے رسالہ میں جگہ نہ دیتے۔ مگر ہم کو یہ ثابت کرنا مطلوب ہے کہ جس واقعہ نکاح کے متعلق

راویوں نے اتنا ستم ڈھایا ہے۔ تو یہ واقعہ کیونکر صحیح مانا جا سکتا ہے۔

اختلاف روایات متعلق بصغر سنی ام کلثوم بنت علی

ازالۃ العین صن۹۴۲ میں ہے کہ حضرت عمر نے ام کلثوم کا پیام جناب امیر کے پاس بھیجا۔ تو آپ نے ام کلثوم کی کمسنی کا عذر فرمایا حضرت عمر نے جواباً کہلا بھیجا۔ اس نکاح سے میری غرض خانہ داری نہیں ہے اس روایت میں عقد کا تذکرہ نہیں ہے۔

کتاب مذکور صن۹۴۲ میں ہے بعض کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے اس معاملہ کے فیصلہ کے لئے خدمت جناب امیر میں مکرر آمد و رفت جاری رکھی تب حضرت نے کمسنی حضرت ام کلثوم کا عذر کیا۔ یہ سنکر جناب عمر نے حدیث رسول کو آپ کے سامنے عرض کیا۔ لہٰذا حضرت علی نے عقد کر دیا۔

مولف کہتا ہے کہ علامہ شوکانی نے اپنی کتاب فوائد مجموعہ صن۱۰۹ میں حدیث کل نسب و سبب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی و سببی الخ۔ کو غیر موثق لکھا ہے۔ کتاب مذکور چند کتب معتبرہ کا خلاصہ ہے جن میں احادیث موضوعہ اور روایات ضعیفہ جمع کر کے دکھائی گئی ہیں پس جبکہ اصل حدیث کا ارشاد رسول ہونا ہی ثابت نہیں ہے تو اس کو جناب عمر کا مقام حجت میں پیش کرنا۔ پھر جناب امیر کا حدیث مذکور سنکر اپنی کم سن بچی کو ایک سن رسیدہ مرد کے نکاح میں دے دینا ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے۔

غرض ان دو روایتوں سے نیز بعض دیگر روایات سے جو آئندہ

مذکور ہوں گی ام کلثوم کا کم سن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر اُن روایات کے خلاف مضمون صواعق محرقہ ص۱۰۹ میں ملاحظہ ہو وہ یہ ہے کہ بعض کا بیان ہے کہ حضرت علی نے حسنین سے دریافت فرمایا کیا میں ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کردوں حسنین نے جواب دیا وہ مثل دیگر عورتوں کے ایک عورت ہیں۔ وہ اپنے امور میں خود مختار ہیں۔ اس جواب سے حضرت امیر غضبناک ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس امام حسین نے آپ کا دامن پکڑ کے عرض کیا۔ بابا جیسا آپ ارشاد فرمائیں اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ غرض ام کلثوم کا جناب فاروق کے ساتھ عقد ہو گیا۔

مؤلف کہتا ہے۔ قول مذکور قطعاً لغو ہے۔ اولاً اس لئے کہ مخالف ہے۔ اُن روایات کے جن سے ام کلثوم کا صغیر السن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ثانیاً۔ اس لئے کہ اگر بالفرض ام کلثوم اس وقت جوان بالغہ رشیدہ تھیں تو جناب امیر کو خود ام کلثوم سے اذن نکاح لینا چاہئے تھا نہ کہ حسنین سے۔

ثالثاً۔ بفرض بلوغ ام کلثوم جناب حسنین کا جواب بالکل صحیح اور مطابق شرع اسلام تھا جس پر جناب امیر المومنین سے متشرع عالم احکام شریعت کا بگڑنا اور غضب ناک ہونا قابل اعتقاد نہیں ہے پس بوجوہ مذکورہ معلوم ہوتا ہے کہ راوی اول نے عمداً افترا کیا ہے۔ اور مولف صواعق محرقہ نے بغیر درایت اس قول کو اپنے رسالہ میں لکھدیا ہے۔

پس عاقل و منصف کو لازم ہے کہ ایسی فضولیات کی طرف

ردِ صواعق

توجہ نہ کرے۔

حضرت امیر کا عقد ام کلثوم کو مشورے پر معلق رکھنا

ذخائر العقبےٰ صفحہ ۱۶۲ میں ہے بعض کا بیان ہے کہ حضرت علی نے پیام جناب عمر کے جواب میں فرمایا تھا اس معاملہ میں میرے ساتھ دو امیر (ولی) اور ہیں۔ پس جناب امیر مکان پر تشریف لائے اور حسنین سے فرمایا کہ میں نے بغیر تمہاری اجازت کے نکر وہ سمجھا کہ بیاہ نکاح کر دوں۔

ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ میں عجب حیاسوز مضمون درج ہے وہ یہ ہے بعض کا قول ہے کہ حضرت علی نے فرمایا تھا کہ مشورہ کے بعد جواب دیا جائے گا پس آپ نے حسنین سے مشورہ کیا وہ بولے اس نکاح سے دریغ نہ کرنا چاہئے (صواعق محرقہ کے مضمون سے یہ مضمون لیا گیا مولف) یہ جواب سنکر حضرت علی نے ام کلثوم کو (معاذ اللہ) جناب عمر کے پاس بھیجدیا۔ حضرت عمر نے ان کو گلے سے لگایا اور بوسہ لیا (پناہ بخدا) پھر حاضرین سے فرمایا۔ ہم نے حضرت علی سے درخواست کی تھی پس انہوں نے ہمارے ساتھ اُن کی تزویج کر دی ہے حضار نے عرض کیا۔ اتنی کمسن بچی سے عقد کا فائدہ کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمر نے حدیث رسول سنائی اس کے خلاف اور قول متضاد و غیرت کش صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ میں دیکھئے کہ جناب امیر نے حسنین سے مشورہ لیا۔ پس حسنین ساکت رہے پھر امام حسن نے حضرت عمر کی مدح فرمائی۔ اس پر جناب امیر نے ام کلثوم کو

حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدیا اور فرمایا کہدینا ہم نے تمہارا مطلب پورا کر دیا۔ پس حضرت عمرؓ نے ام کلثوم کو گلے سے لگا لیا۔ اور حاضرین سے فرمایا۔ کہ ان سے ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں (اس قول سے ظاہر ہو گیا کہ اس وقت تک نکاح نہیں ہوا تھا۔ بلکہ صرف حضرت عمر کا قصد تھا۔ پس بدون نکاح نامحرم لڑکی کو گلے سے لگانا حضرت عمر کو مجرم بناتا ہے۔ مگر آپ کی جلالت شان ہم کو اجازت نہیں دیتی ہے کہ ہم ایسی بیہودہ بات خلیفۃ المسلمین کی طرف منسوب سمجھیں۔ غرض قول مذکور بالکل بے بنیاد ہے۔

ازالۃ الغین ص۹۴۲ میں ہے۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت علی نے اپنے بھائی عقیل سے اور اپنے چچا عباس سے مشورہ فرمایا۔ پس عقیل مانع ہوئے۔ جناب امیرؑ نے اپنے چچا سے کہا۔ بھائی صاحب کا انکار خیر خواہی پر مبنی نہیں ہے۔ پھر عقیل سے خطاب کیا۔ اس نکاح سے عمرؓ کا مقصود یہ ہے کہ وہ حدیث رسول پر عمل کریں (حدیث معہود کی حقیقت ہم لکھ چکے۔

ذخائر العقبیٰ ص۱۳۱ و ۹۴۲ میں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ نے عباسؓ و عقیلؑ و حسنؑ سے مشورہ لیا۔ پس عقیل غضبناک ہو کر بولے جس قدر زمانہ دراز ہوتا ہے۔ ایام و شہور گزرتے ہیں (معاذ اللہ) تمہاری بے عقلی بڑھتی جاتی ہے۔ واللہ اگر تم نے یہ نکاح کر دیا تو فساد عظیم برپا ہو گا۔ (مولف کہتا ہے۔ کہ اس قول سے عقد معہود کا واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔)

تولیت عقد کے متعلق اختلاف

کوئی راوی کہتا ہے کہ خود حضرت

علیؑ متولی ہوئے۔ کوئی کہتا ہے کہ حضرت عباس نے عقد کیا تھا حالانکہ بموجودگی پدر ولایت نابالغ کا حق باپ کے چچا کو شرعاً حاصل نہیں ہے اور حضرت علی کا اپنے چچا کو برضا و رغبت وکیل بنانا ثابت نہیں ہے لہذا روایت مذکورہ بالکل لغو ہے۔

اسماء رجال المشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲۳ میں ہے بعض کا بیان ہے۔ کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بجھا کر خود عقد کر دیا۔ (اس قول میں حضرت امیر کا اپنے چچا کو حق ولایت دینا اور وکیل عقد بنانا صراحۃً مذکور نہیں ہے۔ لہذا قول مذکور قابل احتجاج نہیں ہے)۔

کوئی راوی کہتا ہے۔ حضرت امیر کی رضا سے عقد ہوا۔

کوئی کہتا ہے حضرت عمر کے زجر و توبیخ اور تخویف و تہدید سے عقد مذکور ہوا تھا (پس یہ نکاح شرعاً باطل قرار پایا)۔

حضرت امیر کا عذر کرنا کہ ام کلثوم کی نسبت ہو چکی ہے

علامہ بیہقی۔ محدث دارقطنی۔ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر نے جناب امیر سے ام کلثوم کی خواستگاری فرمائی۔ حضرت امیر نے جواب دیا میں نے اپنے بھتیجہ سے اس کو منسوب کرنے کا قصد کیا ہے مگر ازالۃ العین صفحہ ۴۶۹ میں اتنا اضافہ ہے۔ حضرت علی نے عذر کے جواب میں جناب عمر نے کہلا بھیجا۔ خدا کی قسم اس قرابت سے جو کچھ مجھے امید ہے وہ کسی دوسرے کو نہ ہو گی۔ لہذا ام کلثوم کو میرے عقد میں دیدیا جائے پس جناب امیر نے پیام عمر کو منظور فرمایا اور جواب میں کہلا بھیجا۔ میں نے اسکو

تمہارے نکاح میں دے دیا۔ یہ سنکر حضرت عمر روضۂ منورہ میں تشریف لائے اور حاضرین سے مبارکباد کے طالب ہوئے۔

مہر ام کلثوم کے متعلق اختلاف

کوئی[۱۸] کہتا ہے حضرت عمر نے چالیس ہزار درم مہر ام کلثوم مقرر کیا تھا۔ بعض[۱۹] کا بیان ہے۔ ایک ہزار درہم مہر میں قرار دئے تھے۔ اور بعض[۲۰] کا قول ہے۔ کہ پانچسو درہم مہر میں دئے۔

مؤلف کہتا ہے جتنی روایات مختلفہ عقد معہود کے متعلق کتابوں میں درج ملی ہیں ان میں سے کسی روایت میں مہر کا تذکرہ نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ عقد مذکور بدون مہر واقع ہوا تھا پس جب مقام تحقیق میں اصل عقد ہی ثابت نہیں ہے۔ بلکہ یہ قصہ وضعی قرار پاتا ہے۔ تو قضیہ مہر بھی فرضی سمجھا جائے گا۔ اور مقدار مہر میں اختلاف اس کی وضعیت پر دلیل مانا جائیگا۔

اولاد ام کلثوم کے متعلق اختلاف

کسی[۲۱] راوی کا بیان ہے کہ ہمبستری سے پہلے حضرت عمر شہید کردئے گئے۔ کسی[۲۲] نے کہا ہے کہ حضرت عمر کے نطفہ سے بطن ام کلثوم سے زید پیدا ہوئے کسی[۲۳] نے رقیہ لڑکی کا تولد بھی اسی بطن سے مانا ہے۔

ازالۃ[۲۴] الغین صـ ۹۲۷ میں اصابہ سے نقل کیا ہے کہ بطن ام کلثوم سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ بعض[۲۵] کا بیان ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جرول تھیں شاہ[۲۶] عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تحفہ میں لکھا ہے "درینجا بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن ام کلثوم بوجود آمدہ اور ا عمر بنام

برادر خود زید بن الخطاب کہ در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمی کردہ مولف کہتا ہے زید کی یہ وجہ تسمیہ جو شاہ صاحب نے لکھی ہے محض آپ کے تخیل پر مبنی ہے۔ ورنہ زید بن عمر بطن ام کلثوم بنت جر ول سے اس وقت پیدا ہوئے تھے کہ جب زید بن الخطاب زندہ موجود تھے۔

خلاصتہ الاخبار میں ہے۔ "ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر بود از وپسرے ودختر ے تولد نمود۔ پسر نام زید داشت ودختر رقیہ۔

زید اور ام کلثوم کی وفات کے متعلق اختلاف

کوئی کہتا ہے زید قتل کئے گئے۔ اور ان کا کوئی عقب باقی نہیں رہا کسی کا بیان ہے کہ زید موت سے مرے اور انہوں نے اولاد چھوڑی۔ ترجمہ حرز البیان میں ہے۔ زید پسر از ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ و این زید را در کوفہ بغلط کشتند و مادرش ہماں لحظہ درگزشت۔ کہ امتیاز وارث و مورث نماند۔

محدث صاحب دہلوی نے تحفہ میں لکھا ہے۔ زید بن عمر جوان شد و بست سال عمر یافت در خانہ جنگی کہ فیما بین بنی عدی واقع شدہ بود۔ ہنگام شب برائے اصلاح از خانہ خود برآمدہ بود از دست کسے دراں حیص و بیص شہید شد و مادر مطہرش نیز ہماں روز بمرض در گزشتہ بود در ہر دو جنازہ حاضر نمودند۔ حضرت امام حسین و عبدہ بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند۔

بعض نے کہا ہے کہ امیر معاویہ کے عہد میں ام کلثوم اور زید نے ایک وقت میں انتقال کیا کہ وارث اور مورث کی تمیز نہ رہی۔ اصابہ میں ہے

کہ ام کلثوم اور زید نے ایک ساتھ وفات پائی۔

اسد الغابہ میں ہے کہ ام کلثوم اور ان کے فرزند نے ایک وقت میں وفات پائی۔ مولف کہتا ہے ان دونوں روایتوں میں تصریح نہیں ہے کہ یہ ام کلثوم بنت امیر المومنین تھیں۔

علاوہ اس کے یہ تمام روایات جن سے قبل از حادثہ کربلا ام کلثوم بنت علی کا وفات پانا ظاہر ہوتا ہے غلط ہیں اس لئے کہ ام کلثوم کا اپنے بھائی امام حسین کے ہمراہ کربلا میں ہونا اور قید ہوکر دربار میں ابن زیاد بدنہاد و یزید پلید میں جانا متواترات سے ہے۔

پس اگر اقوال و روایات مذکورہ کی صحت تسلیم کی جائیگی تو انکی تاویل اس طور سے کرنی پڑیگی کہ وہ ام کلثوم مادر زید زوجہ حضرت عمر کوئی دوسری تھیں جن کا انتقال زمانہ معاویہ میں ہوا نہ کہ وہ ام کلثوم بنت سیدہ و امیر المومنین تھیں۔

ام کلثوم کے عقد ثانی کے متعلق اختلاف

ازالۃ الغین صفحہ ۹۲ میں ہے حضرت عمر کی وفات کے بعد جناب امیر نے ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر طیار سے کرنے کا قصد کیا تو امام حسین نے اپنی بہن سے فرمایا۔ دیکھو اگر تم دنیا کی آسودگی چاہتی ہو تو وہ تمہارے لئے ممکن ہے لیکن اگر تم نے بابا کو اپنا مختار بنا دیا تو وہ فرزند جعفر سے تمہارا عقد کردینگے پس جبکہ حضرت علی نے ام کلثوم سے اختیار حاصل کرنا چاہا۔ تو انہوں نے آسودہ رہنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے جواب سنکر فرمایا تم نے حسین کے

مشورہ سے ایسا جواب دیا ہے۔ پس حضرت خفا ہو کر اٹھنے لگے۔ کہ امام حسین نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور خوشامد کر کے حضرت کو راضی کر لیا۔ پھر ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے ہو گیا۔

مؤلف عرض کرتا ہے یہ روایت قطعاً جعلی ہے۔ اس لئے کہ ابن جعفر بزمانہ خلافت جناب عمر جنگ تستر میں شہید ہو چکے تھے۔ وہ حضرت عمر کے بعد زندہ نہ تھے کہ ان سے ام کلثوم کا عقد ثانی واقع ہونا اور وہ قصہ پیش آتا جو بنایا گیا ہے۔

کوئی[32] کہتا ہے حضرت عمر کے بعد ام کلثوم کا عقد ثانی محمد بن جعفر سے پھر عقد ثالث عون بن جعفر سے۔ پھر عقد رابع عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ کوئی[33] کہتا ہے عقد ثانی عون سے ہے اور عقد ثالث عبداللہ سے ہوا۔ اس قائل نے محمد بن جعفر سے عقد ام کلثوم تجویز نہیں کیا ہے۔ مگر یہ دونوں قول لغو ہیں۔ اس لئے کہ عون اس زمانہ میں زندہ نہ تھے کہ اُن کے ساتھ عقد ہوتا۔

ام کلثوم کی وفات کے متعلق مختلف اقوال

کوئی[34] کہتا ہے اول محمد بن جعفر نے وفات پائی پھر ام کلثوم کی رحلت ہوئی۔ کسی[35] نے لکھا ہے اول ام کلثوم کی وفات ہوئی۔ پھر محمد بن جعفر کی۔ کوئی[36] کہتا ہے کہ پہلے ام کلثوم نے دنیا سے کوچ کیا۔ پھر ان کے شوہر عبداللہ کی رحلت ہوئی۔ کسی[37] نے اس کے برعکس لکھا ہے (حالانکہ تحقیقی روایت یہ ہے کہ سنہ ۸۰ھ میں عبداللہ فوت ہوئے تھے۔

فیصلۂ مؤلف رسالہ ہذا

ام کلثوم کے متعلق سینتیس قسم کا اختلاف اور اقوال مورخین ومحدثین میں اضطراب وتہافت لکھنے کے کے بعد راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ جناب سیدہ کی اولاد میں ام کلثوم سب سے چھوٹی تھیں پس جبکہ زینب کی ولادت سنہ ۸ھ میں ہوئی تھی تو ام کلثوم کی ولادت سنہ ۹ھ میں مانی جائے گی کہ جناب سیدہ بعد وفات رسول چھ ماہ زندہ رہیں۔ اس صورت میں جناب سیدہ کی رحلت ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ میں فرض کی جائیگی بعض اقوال کی بنا پر وفات سیدہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۱ھ میں ہوئی تھی تاہم سنہ ۱۱ھ پر کل اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ رسول اللہ کی وفات بھی اسی سنہ میں ہوئی تھی۔ غرض وفات سیدہ کے وقت ام کلثوم کی عمر دو سال کی ثابت ہوتی ہے۔ پھر ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے جمادی الثانیہ سنہ ۱۳ھ تک جناب صدیق کی خلافت رہی جس کی مدت دو برس تین ماہ اور چند دن ہوتی ہے۔ لہٰذا ام کلثوم کی عمر آخر عہد صدیق رضی اللہ عنہ تک چار سال سے کم ثابت ہوتی ہے۔ پھر دس سال سے کچھ کم جناب فاروق کی خلافت رہی۔ بنابرین جناب فاروق کی آخر زندگی تک ام کلثوم پورے چودہ برس کی قرار نہیں پاتی ہیں۔ اور اگر حضرت فاروق کی وفات سنہ ۲۳ھ میں مانی جائے تو عمر ام کلثوم میں چند ماہ کا اور اضافہ ہو جائے گا۔ پس اگر حضرت عمر کے ساتھ ام کلثوم کا معقود ہونا مان لیا جائے تو کثرت روایات کی بنا پر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ام کلثوم اس وقت صغیر السن بچی تھیں۔ پس ہم نہیں سمجھتے کہ ایک بوڑھے

شخص کو اتنی کم سن بچی سے عقد کرنے میں کونسی مصلحت مدنظر تھی۔ رہی یہ بات کہ جناب رسالت مآب نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ان کے چھ برس کے سن میں عقد کیا تھا تو اس کی مصلحت خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں کسی دوسرے شخص کا قیاس آنحضرت پر جائز نہیں ہے۔ نیز عقد رسول پر کسی شخص کا طعن کرنا اور اس رشتہ کو مکردہ سمجھنا کسی روایت میں ہماری نظر سے نہیں گزرا ہے۔ برخلاف جناب عمر فاروق کے کہ آپ کے عقد سے اصحاب نبی کا کراہت کرنا اور اس عقد کو بے فائدہ سمجھنا روایت میں موجود ہے۔ جیساکہ ہم پیشتر لکھ چکے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمر کو رسول اللہ کی حدیث پر عمل مقصود تھا۔ جیساکہ روایات میں خود حضرت ممدوح کا ارشاد بتایا جاتا ہے۔

ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ حدیث پر عمل کرنے کا قصد یہ واقعہ ہی بے اصل ہے کسی راوی نے آپ کی طرف اس کو خواہ مخواہ منسوب کر دیا ہے۔ صرف اس لئے صغیر السن بچی سے عقد ہونے کی ایک اصل ثابت ہو جائے۔ تاکہ فرضی عقد ام کلثوم کا منصوبہ ٹھیک ہو جائے۔ حالانکہ حدیث معہود کا ارشاد رسول ہونا ہی ثابت نہیں ہے کہ حضرت عمر اس سے تمسک کرتے۔ نیز حضرت صدیق افضل الصحابہ تھے۔ تعجب ہے کہ انہیں حدیث معہود کا علم نہ ہوا۔ ہمارا ضمیر منصف ہرگز قبول نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ نے اپنے افضل الصحابہ سے حدیث معہود بیان نہیں فرمائی اور ان جناب کو اس نعمت سے محروم رکھا۔ اور گوارا نہ کیا کہ وہ حضرت اس حدیث پر

عمل کرکے آپ کی دامادی سے مشرف ہوکر آپ سے غیر منقطع اور دائمی رشتہ پیدا کرلیتے. صرف جناب عمر کو اس فیض سے سرفراز فرمایا گیا. بلکہ جناب صدیق سے حدیث معہود رسول اللہ کو بیان کرنی لازم تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ رسول اللہ کی دو نواسیاں موجود تھیں پس رسول اللہ سے منقطع نہ ہونے والا رشتہ جوڑنے کے لئے زینب سے جناب صدیق نکاح کرلیتے پس چاروں خلفاء رسول اللہ کے داماد کہلاتے. مگر ہائے افسوس کہ تین خلفاء تو اس شرف پر فائز ہوگئے یعنے حضرت عثمان و علی تو رسول اللہ کی تجویز سے آپ کے داماد ہوئے. اور حضرت عمر آنجناب کی حدیث پر عمل کرکے آپ کے نواسی داماد قرار پائے. مگر افضل الصحابہ اس شرف و دائمی رشتہ سے محروم رکھے گئے. نہ خود رسول اللہ نے آپ کو اپنا داماد بنایا اور نہ اُن سے حدیث بیان فرمائی کہ حضرت صدیق بطور خود زینب بنت سیدہ کے لئے پیام دے کر حدیث معہود کو سند میں پیش کرکے نکاح کرلیتے اور رسول اللہ کی دامادی میں آجاتے.

پس معلوم ہوا کہ نہ جناب رسالت مآب نے حضرت صدیق کو محروم کرکے صرف جناب عمر سے کوئی حدیث بیان فرمائی تھی. اور نہ حضرت فاروق نے اُسے پیش کرکے صغیر السن بچی سے عقد کیا تھا نہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ سے آپ کا عقد ہوا تھا. روایات عقد ام کلثوم بنت علی میں اختلاف و اضطراب دیکھنے کے بعد عقل سلیم یہی فیصلہ دیتی ہے کہ یہ سب کارروائیاں تراشی ہوئی ہیں. ہائے افسوس ظلم اور افترا کی حد ہوگئی کہ راویوں نے یہانتک

کہدیا کہ حضرت علی نے اپنی لڑکی بے نکاحی جناب فاروق کے پاس بھیج دی تھی۔ پس کسی نے کہہ دیا۔ کہ آپ نے اُسے پیار کیا اور بوسہ لیا۔ کسی نے غپ اُڑائی کہ آپ نے اُس کی پنڈلی کھولی (معاذ اللہ) کسی نے کہہ دیا کہ آپ نے اُسے گھور کے دیکھا اور چادر کھینچی۔

ملاحظہ ہو ازالۃ الغین ص۲۹۴۔

افسوس۔ کیا حدیث رسول پر عمل کرنے کا یہی طریقہ تھا۔ کیا رسول اللہ سے دوامی رشتہ جوڑنے کا یہی عنوان و اسلوب ہوتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ان خرافات کی اصلیت کچھ بھی نہیں ہے یہ سب حضرت علی اور جناب فاروق پر افترا پردازیاں ہیں۔

علاوہ اس کے اگر حدیث رسول پر عمل کرنا جناب عمر کو مدنظر تھا تو اس مطلب کے پورا ہونے کے لئے بس نکاح کر لینا کافی تھا پھر دو بچے کیوں ملنے گئے کہ اس بچہ کشی سے تو جناب فاروق کے قول و عمل میں تفرقہ اور نیت میں فساد ثابت ہوتا ہے۔

میں تو یہہ کہتا ہوں کہ اگر حدیث معہود کی صحت تسلیم کر لی جائے تو وہی حدیث حضرت عمر کے اور نیز جناب صدیق کے رشتہ کو دوامی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے کہ جب رسول اللہ نے فرما دیا کہ روز قیامت میرا نسب اور سبب قطع نہ ہوگا۔ لہذا ان دونوں کا حضرت سے دوامی رشتہ قائم ہوگیا۔ کہ ان دونوں بزرگواروں کی بیٹیاں رسول اللہ کے حبالہ عقد میں تھیں۔ گو ام المومنین حفصہ کو رسول اللہ

اُن کی ایک خطا کی وجہ سے طلاق رجعی دے دی تھی۔ مگر پھر عدہ کے اندر آپ نے طلاق سے رجوع کر لیا تھا۔ لہذا ان دونوں کی زوجیت برقرار رہی پس ان دونوں کے والدین سے رسول اللہ کی دامادی بھی قائم رہی پس جبکہ روز قیامت حسب ارشاد رسول دونوں بی بیوں کی زوجیت رسول اللہ سے قطع نہ ہوگی تو ان کے والدین سے آپ کا رشتہ دامادی بھی قطع نہ ہوگا۔

اب اہل انصاف بتائیں کہ حدیث پر عمل جدید کی ضرورت کیا تھی معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی وجہ سے جناب صدیق نے حضرت رسول اللہ سے جدید رشتہ جوڑنے کی تدبیر نہ فرمائی۔ پھر کیسے مان لیا جائے کہ حضرت عمر کا نکتہ رس دماغ اس حدیث کے مغز تک نہ پہنچا۔

ناظرین! یہ سب راوی اول کی فضولیات ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابتدا کسی مفتری زبیر بن بکا ایسے کذاب اور وضاع حدیث نے حضرت عمر فاروق پر تہمت لگائی۔ اور حضرت علی پر جھوٹ بولا ہے۔ کہ عقد ام کلثوم بنت علی کا واقعہ اپنے دل سے تراش کے بیان کر دیا۔ پھر دوسرے راویوں نے اس کے قول پر اعتماد کر کے اس عقد کی روایت کر دی۔ لیجئے رفتہ رفتہ اس عقد کی شہرت ہوگئی۔ پھر کیا تھا مورخین و محدثین و علمائے کرام نے اس واقعہ کو سچا سمجھ کے اپنی اپنی کتابوں میں درج کر دیا کسی نے اصل حقیقت میں غور نہیں کیا۔ اور نہ اس کی طرف کسی عالم کا دماغ متوجہ ہوا۔ بلکہ اس عقد کو جناب عمر

کے لئے باعث افتخار سمجھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حد ہو گئی۔ کہ ایک بے اصل تراشیدہ معاملے کو بعض علما متواتر لکھتے ہیں۔ اور بعض مستند خیال کرتے ہیں۔ کاش کہ یہ حضرات تحقیقات علمیہ سے کام لیتے کہ درایت پر عمل کرتے محض روایت پر اکتفا نہ فرماتے تو حجاب غفلت ان کے سامنے حائل نہ ہوتا اور اصل حقیقت کا پردہ ان پر چاک ہو جاتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے خواب غفلت سے چونکایا۔ اور تحقیق و تنقید کا نور میرے دل میں چمکایا۔ پس میں نے اسی کے نور توفیق سے بصیرت حاصل کر کے مسئلہ عقد ام کلثوم سے تاریکی اشتباہ کو دور کر کے اصل حقیقت کو روشن کر دیا ہے۔

مؤلف رسالہ کا اٹل بے لاگ فیصلہ

مؤلف کی عمر اسی برس سے متجاوز ہو گئی۔ مؤلف نے جوانی سے کتب احادیث و تفاسیر و تواریخ سیر کا مطالعہ کیا ہے۔ مؤلف بلکہ ہر صاحب بصیرت خوب واقف ہے کہ والدین ام کلثوم یعنے مولا علی اور حضرت فاطمہ بنت الرسول سے حضرت عمر کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ بلکہ یہ دونوں جناب فاروق سے قطعاً ناخوش تھے۔ اس ناراضی کے سبب دو تھے۔

اول۔ مسئلہ خلافت میں نزاع۔ جس کی تصریح فضول ہے کہ دنیا جانتی ہے۔

دوم۔ ضبطی جائداد فدک۔ جس کے اصلی محرک جناب فاروق تھے

کہ جناب صدیق نے جناب فاطمہ صدیقہ کے دعوے کے مطابق فدک معنلہ کو واپس کر دیا تھا۔ اور واگزاشت نامہ بھی لکھدیا تھا مگر جناب عمر نے وہ کاغذ لے کر چاک کر دیا اور فدک کی ضبطی کو بحال رکھوایا۔ ملاحظہ ہو (السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۴۰۰ مطبوعہ ازہر مصر)

وفی کلام سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ انہ رضی اللہ عنہ کتب لہا بفدک و دخل علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ماھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثھا من ابیھا فقال مماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ الکتاب فشقہ۔

علامہ سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ کے کلام میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کے لئے فدک کا حکمنامہ لکھدیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کے پاس آئے اور پوچھا یہ کیا ہے صدیق نے فرمایا یہ فیصلہ ہے جو میں نے فاطمہ کے لئے اُن کے ابا کی میراث کے استحقاق میں لکھدیا ہے۔ فاروق بولے۔ پھر آپ مسلمانوں پر انفاق کس چیز سے کرینگے۔ درآنحالیکہ آپ سے اہل عرب جنگ کر چکے ہیں۔ جیساکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پھر جناب فاروق نے وہ نوشتہ لے لیا اور اسے چاک کر دیا۔

الحاصل کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایسی سخت رنجشوں اور نزاع کے بعد جناب امیر نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عقد حضرت عمر فاروق کے ساتھ

کیا تھا۔ بلکہ اصلاً اور تحقیقاً ان کا نکاح خود امیر المومنین نے اپنے بھتیجے محمد بن جعفر طیار سے کیا تھا جیسا کہ ہم سابق میں سنن ابن ماجہ ابو داؤد کے حوالہ سے لکھ چکے۔ چونکہ محمد مذکور حضرت اسما بنت عمیس کے بطن سے تھے اور محمد بن ابی بکر ہمارے جد امجد بھی اسی بطن شریف سے متولد ہوئے تھے۔ لہذا اسماء کا حال ہم لکھتے ہیں۔

اسماء بنت عمیس کا حال

شرفاء مکہ میں سے حارث بن حزان بن جبیر نامی ایک شخص تھے۔ ہندہ بنت عوف بن زبیر بن الحارث ان کی زوجہ کا نام تھا بطن ہندہ سے حارث کی دو بیٹیاں پیدا ہوئیں میمونہ اور ام الفضل۔ حارث کے مرنے کے بعد ہندہ نے عمیس بن سعد بن الحارث سے نکاح کر لیا۔ تین لڑکیاں متولد ہوئیں۔ سلمیٰ۔ سلامہ۔ اسماء۔ بس ہندہ کی پانچ لڑکیاں ہوئیں۔

میمونہ بنت حارث کا نکاح

زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمرو ثقفی سے ہوا تھا۔ مگر اس نے میمونہ کو طلاق دے دی تھی۔ پھر میمونہ نے عقد ثانی ابو درہم بن العزیٰ سے کیا۔ اس کے مرنے کے بعد میمونہ زوجیت رسول اللہ سے مشرف ہو کر ام المومنین کے لقب سے سرفراز ہوئیں۔ حادثہ جانکاہ کربلا بلکہ واقعہ واقم تک آپ زندہ رہیں۔ واقعہ واقم سے مراد وہ واقعہ ہے کہ یزید پلید کے حکم سے اس کی شیطانی فوج مکہ معظمہ پر تاخت لے گئی۔ حرم اللہ کو اس لشکر نے تاراج کیا اسی زمانہ میں یزید پلید بعارضہ ذات الجنب جہنم واصل ہوا۔

ام الفضل بنت حارث کا

نکاح حضرت عباس عم الرسول سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے فضل قثم۔ عبداللہ عبیداللہ۔ اسی معظمہ نے امام حسین کو دودھ پلایا تھا۔

سلمےٰ بنت عمیس کا عقد

حضرت امیر حمزہ عم الرسول سے ہوا۔ یہ وہی جناب حمزہ تھے۔ جن کو ہندہ زوجۂ ابوسفیان و مادر معاویہ و جدۂ یزید پلید نے وحشی غلام کو انعام کا لالچ دیا! اس غلام نے دھوکہ سے جناب حمزہ کو جنگ احد میں شہید کر دیا۔ پھر ہندہ نے اس شہید راہ خدا کا شکم اقدس چاک کر کے آپ کا جگر نکالا اور اپنے نجس دانتوں سے اس کو چبایا۔ اس پر بھی اس کی آتش بغض و عداوت ٹھنڈی نہ ہوئی۔ بلکہ اس کافرہ شقیہ نے جناب حمزہ کو مثلہ کیا۔ یعنے ان کے ناک۔ کان۔ عضو تناسل کاٹ کر ہار بنا کر اپنے گلے میں لٹکایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب حمزہ شہید نے صرف ایک بیٹی چھوڑی تھی۔ امامہ اس کا نام تھا۔

سلامہ بنت عمیس کا عقد عبداللہ بن کعب الخثعمی سے ہوا تھا۔

اسماء بنت عمیس

کا عقد جعفر طیار سے ہوا۔ ان سے تین لڑکے عبداللہ۔ عون۔ محمد پیدا ہوئے۔ حضرت موصوف کی شہادت کی بعد اسماء بنت عمیس کا نکاح ثانی جناب ابوبکر صدیق سے ہوا اور صرف محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ ۱۳ھ میں جناب صدیق کی وفات ہوگئی۔ ایام عدہ گزرنے کے بعد اسماء بنت عمیس زوجیت حضرت

امیرالمومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے مشرف ہوئیں۔ محمد بن ابی بکر کی تربیت و پرورش آنجناب سے متعلق ہوگئی۔ محمد بن صدیق اور ان کی والدہ جناب حسنین سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ بلکہ فدائی تھے۔ ان دونوں شہزادوں کی خدمت اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔

بنی امیہ نے محمد بن ابی بکر پر قتل حضرت عثمان کا الزام لگایا تھا معاویہ امیر شام کو حضرت علی سے بغض و عداوت نکالنے کا موقعہ اور بہانہ مل گیا کہ انہوں نے جناب عثمان کے قتل کا قصاص لینے کے لئے حضرت علی خلیفہ وقت سے جنگ شروع کر دی اور آپ بہتر لڑائیاں خلیفۃ الرسول سے لڑے۔ ان معرکہ آرائیوں سے امیر شام کی نیت کا حال ساری دنیا پر روشن ہے کہ اگر درحقیقت آپ حضرت عثمان کے بہی خواہ اور فدائی ہوتے تو آپ حضرت عثمان کی اس وقت مدد کرتے کہ جب باغیوں نے اُن پہ دنیا تنگ کر دی تھی۔ اور جناب عثمان کا سانحہ گزر گیا۔ مگر امیر صاحب کان میں تیل ڈالے ہوئے خاموش بیٹھے رہے۔ پھر طلب قصاص کے بہانہ سے خلیفۂ زمن کے مقابلہ کو کھڑے ہو گئے۔ حضرت محمد بن ابوبکر علیہ الرحمہ اس وقت مصر میں بعہدۂ نگرانی حاکم مصر مقیم تھے۔ امیر شام عمرو عاص کے چتر سے کام لے کر کنانۂ مصری کے ہاتھ سے محمد بن ابوبکر کو ختم کر دیا۔ اور اُن کی لاش کو سولی دلوا کر آگ میں جلا دیا۔

یہ پہلا مومن غازی و نمازی ہے جس کی نعش اول سولی پر چڑھائی

گئی۔ پھر آگ میں جلائی گئی جب وقت قتل و توہین لاشہ محمد کی خبر جناب امیر کے پاس آئی تھی۔ آپ کو بے حد ملال ہوا تھا۔ حضرت نے عبداللہ بن عباس کو اطلاعنامہ تحریر فرمایا تھا۔ جس میں محمد بن ابوبکر کی صفات حمیدہ آپ نے درج فرمائی تھیں۔ اسی خط میں آپ نے محمد کو اپنا فرزند مخلص تحریر فرمایا تھا۔ وہ خط نہج البلاغۃ باب المکاتیب میں منقول ہے اس خط کے بعض فقرات یہ ہیں:۔

اما بعد۔ ان مصر قد فتحت ومحمد بن ابی بکر رحمہ اللہ قد استشھد وعند اللہ نحتسبہ ولدا ناصحا وعاملا کادحا وسیفا قاطعا ورکنا دافعا الخ۔ یعنے حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ مصر فتح ہوگیا اور محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ شہید کر دیئے گئے۔ ہم اس کو خدا کے نزدیک فرزند مخلص اور عامل کوشاں اور شمشیر براں اور رکن بلند سمجھتے ہیں الخ۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت امیرالمومنین کی اس توثیق و تصدیق سے جناب محمد کی جلالت شان ثابت ہوتی ہے۔

غرض جناب محمد بن ابوبکر ایک باصفات مومن تھے۔ خدا کی اُن پر رحمت نازل ہو۔

دختران یزدجرد

سنہ ۳۰ھ یا سنہ ۳۱ھ میں ایران فتح ہوا۔ یزدجرد شاہ عجم مارا گیا۔ اس کی تین بیٹیاں اہل اسلام کے ہاتھ آئیں۔ یہ تینوں شہزادیاں بحفاظت تمام مدینہ طیبہ میں لائی گئیں۔ بوجہ شہزادیاں ہونے کے حکم غنیمت ان پر جاری نہ ہوا بلکہ مسجد نبوی میں باقاعدہ

ان کا عقد کیا گیا۔

سب سے بڑی شہزادی مہربانو کا عقد ان کی رحلت کے محمد بن ابوبکر سے ہوا اور قاسم پیدا ہوئے۔ ان ہی کی دختر ام فروہ سے امام محمد باقر کا نکاح ہوا اور امام جعفر صادق متولد ہوئے۔

الغرض اسماء بنت عمیس کے تین بیٹے جو فرزندان جعفر طیار تھے اور دختران جناب سیدہ یعنے زینب وام کلثوم زیر نگرانی جناب اسماء تھیں پس فرزندان جعفر طیار کی شادیاں حسب تجویز حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس طور سے عمل میں آئیں کہ عبداللہ ابن جعفر سے زینب بنت علی کی اور عون بن جعفر سے ام کلثوم بنت حضرت صدیق کی۔ محمد بن جعفر سے ام کلثوم بنت علی کی شادی ہوئی۔

خدا عالم ہے کہ میرے اس بیان میں دھوکا اور فریب کذب و افترا شک و ریب۔ وہم و شبہ بالکل نہیں ہے۔ اللہ میرے اس رسالہ کو قبول فرمائے۔

و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی محمد خاتم النبیین و علی اٰلہ الطاھرین و رحمۃ اللہ علی عبادہ الصلحین۔

الراقم الراجی الی رحمۃ ربہ السبحانی محمد انشاء اللہ البدایونی۔ ۲ شوال ۱۳۴۸ھ۔

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علیؑ

ایک ہزار مستند فضائل و مناقب علوی و دلائل امامت کا مجموعہ۔ ایک جیّد سُنّی صوفی عالم و عارف کی تصنیف مستند کتب اہل سنّت و شیعہ کا خلاصہ۔ اردو میں اس سے بہتر ذخیرہ فضائل امامت میں موجود نہیں ہے۔ جلد طلب فرمائیے۔

قیمت قسم اول ۲ر

قیمت قسم دوم عاص ۱۲ر

ملنے کا پتہ

منیجر رسالہ البرہان محلہ سیداں لودیانہ

ہانڈو الیکٹرک پریس جالندھر شہر میں باہتمام لالہ کیشب چندر ہنڈروی سے چھپا اور سید احمد اصغر منیجر رسالہ البرہان نے لدھیانے سے